Al-SHARQ
Vol: 04, Isue:02, July-Dec 2023, **pp:16-24**

OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqir.com

اسلامی تصورِ احتساب کے اُصول واقسام

Principles and types of Islamic concept of accountability

Kh. Awais Ahmed
Ph.D Scholar Department of Islamic & Religious Studies Hazara University Mansehra.

Dr.Sayed Azkia Hashmi
Professor(R)Ex Chairman Department of Islamic & Religious Studies Hazara University Mansehra.

Submission: 24-09-2023 *Accepted: 24-10-2023* *Published:30-12-2023*

Abstract

Accountability is a divine practice, where humans, as Allah's stewards, are sent for a period as representatives to implement divine commands, forming the basis for judgment in the afterlife. It is inherent to all revealed and non-revealed religions and laws.Personal, familial, societal, cultural, and civilizational accountability encompass the various dimensions of this process, affecting individuals and spanning past and future generations. Starting with the creation of Prophet Adam, accountability evolved through a sequence, reaching its pinnacle during the era of the final Prophet Prophet Muhammad imparted principles and guidelines of accountability, applying them across all facets of society and removing obstacles on its path. Understanding the principles and types of accountability is crucial, as the Quran and Sunnah guide us in this matter. Ignoring foundational principles hinders the attainment of accurate results. Knowledge of the types of accountability is equally vital to comprehend the various contexts in which accountability is practiced.

Key Words*: Accountability, principles of accountability, types*

CC BY

of accountability, justice, fairness.

تعارف:

احتساب دراصل اللہ تعالی کا منصب و مقام ہے، وہی اس کائنات کو دیکھنے والا، اس کا حساب کتاب رکھنے والا اور مخلوق کے اعمال کا جائزہ لینے والا ہے۔ اللہ تعالی کی صفات و اسماء میں سے ایک نام "الحسیب" بھی ہے۔ ارشاد ہے: "وکفی باللہ حسیبًا"۱ (اور حساب لینے کے لیے اللہ تعالی ہی کافی ہے) اور "ان اللّٰہ کان علی کل شی حسیبا"۲ (بے شک اللہ تعالی ہر چیز کا حساب لینے والا ہے)۔ پس اس دنیا کا اصل محتسب اللہ تعالی ہی ہے۔

تخلیقِ آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی نیابت کی بنیاد پر جہاں بہت ساری دیگر صفات واختیارات سپرد نسل آدم ہوئیں وہیں احتساب کا فرض معین بھی ذمہ داران بنی نوع انسان کو تفویض کیا گیا۔ اپنا احتساب، اپنے بال بچوں کا احتساب، خاندان معاشرہ اور تہذیب و تمدن کا احتساب اور گزشتہ وآمدہ نسلوں کا احتساب اس عمل کے وہ دائرہ ہائے کار ہیں جن سے کوئی فرد مبرا نہیں۔ یہ کتنا اہم فریضہ ہے؟ اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ تخلیق کے فوراً بعد اول انسان نے حاکم کائنات کے جن شعائر اقتدار کا مشاہدہ کیا ان میں احتساب سر فہرست تھا، امر خداوندی سے انکار پر فوری احتساب۔ گویا احتساب اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ حضرت انسان خود۔

خود حضرت آدم علیہ السلام کو بھی حالات کے دائرے اسی عمل میں کھینچ لائے اور آپ کو زوجہ محترمہ سمیت زمین پر اتار دیا گیا۔ یہ واقعہ تمام صحائف کی زینت رہا تاکہ احتساب کا عمل زندہ رہے اور اس کا تصور ماند نہ پڑنے پائے۔

تخلیق آدم علیہ السلام سے شروع ہونے والا عمل احتساب ایک تسلسل کے ساتھ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات سے احتساب کے اصول و ضوابط اپنی امت کو فراہم کیے۔ یہ ایسے عادلانہ اور منصفانہ نظام کے قیام کی طرف لے جانے والے اصول ہیں جن میں امیر و غریب، چھوٹے بڑے، کالے گورے اور صاحب منصب اور عام شہری میں کوئی فرق نہیں۔ عملِ احتساب کے راستے میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسترد کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانشینوں نے عملی طور پر "احتساب سب کے لیے" کو ثابت کر دکھایا جس کی مثالیں تاریخ اسلام اور سیرت کی کتابوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔

قرآن و حدیث میں احتساب کے اِصول واقسام سے متعلق کلام کیا گیا ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم انھی پر روشنی ڈالیں گے۔

احتساب لغوی معنی:

حَسب کے معنی گننے اور شمار کرنے کے ہیں، اسی سے حَسب کے معنی عظمت و شرف کے ہوئے جو کسی کے باپ دادا میں پائی جاتی ہو یعنی آباء واجداد کے مفاخر، کیوں کہ انسان اپنی پچھلی نسلوں کی عظمتوں اور مفاخر کو شمار کرتا ہے۔۳

احتساب کے معنی اجر و ثواب کے لیے کوئی کام کرنے کے بھی آتے ہیں۔ چناں چہ حدیث میں ہے۔

"مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناًوَّاِحْتِساباً غُفِرَ لَه مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"٤

(جس نے ایمان اور اجر و ثواب کی نیت کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔)

لفظ احتسب مثلاً "احتسب اجراً" کے معنی ہیں کہ اس نے صلہ اور اجر کا حساب کیا یا اس نے اللہ سے آخرت میں ملنے والی

جزا کی امید قائم کی۔قرآن کریم میں ہے "ویرزقہ من حیث لایحتسب"۵ کہ اللہ اسے اس طرح رزق فراہم کرتا ہے کہ اسے اندازہ بھی نہیں ہوتا،اس نے اس کی توقع بھی نہیں کی ہوتی اور اس کے خیال میں بھی نہیں آیا ہوتا۔

اصطلاحی مفہوم:

فقہی کتب میں احتساب کے لیے بالعموم "حسبہ" کا لفظ استعمال ہوا ہے جب کہ اس فریضہ کو انجام دینے والے کو "محتسب" بھی کہا گیا ہے اور "والی الحسبۃ" کی اصطلاح بھی استعمال ہوئی ہے۔

الماوردی نے احتساب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے،

"هُوَ أَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اذا ظَهَرَ تَرْكُه وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ اذا ظَهَرَ فِعْلُه"٦

(کسی اچھائی کا ترک اور کسی برائی کا ارتکاب اگر کھلم کھلا ہو تو اس کا سد باب "احتساب" کہلاتا ہے۔)

محمد اعلی تھانوی کہتے ہیں "از روئے شریعت حسبہ اور احتساب کے معنی ہیں کہ کسی ایسی اچھائی اور نیکی کا حکم دینا جسے لوگوں نے ترک کر دیا ہو،اور ایسی برائی سے روکنا جس کے لوگ مرتکب ہو رہے ہوں۔شریعت میں حسبہ کا لفظ عام ہے اور ہر اس امر مشروع کو شامل ہے جو اللہ کے لیے کیا جائے۔جیسے اذان،اقامت،ادائے شہادت اور ان امور کی تعداد بہت زیادہ ہے یہاں تک کہا گیا ہے کہ قضاء بھی حسبہ ہی کا ایک حصہ ہے۔۷

اسلامی نظامِ احتساب کے اصول

اسلام نے جو نظامِ فکر و عمل عالم انسانیت کو عطا کیا وہ ہر لحاظ سے اکمل واحسن ہے۔اس نظام کا ایک حصہ عمل احتساب بھی ہے۔اسلامی تعلیمات سے عیاں ہے کہ بے لاگ احتساب کے بغیر عدل اجتماعی کا قیام ناممکن ہے۔ابتدا میں ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی نظام عدل کی دونوں جہتیں پہلو بہ پہلو موجود تھیں۔گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم محتسب بھی تھے اور قاضی بھی۔ان ہر دو مناصب میں اگرچہ خفیف سا فرق ہے جسے فقہا نے واضح کیا ہے لیکن نبوت جیسے ہمہ گیر اور کثیر الجہت منصب کے اندر ان دونوں ذمہ داریوں کا اجتماع محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکملیت و جامعیت کا ایک اور حسین رخ ہے۔کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلامی نظام احتساب کے یہ اصول مترشح ہوتے ہیں:

۱۔پہلا اصول: اصل محتسب اللہ تعالی ہے:

کتاب وسنت نے مسلمانوں کے ذہن میں اس یقین کو راسخ کیا ہے کہ حقیقی سمیع و بصیر اللہ تعالی کی ذات ہی ہے حتی کہ وہ علیم بذات الصدور (دلوں کا حال جاننے والا) بھی ہے۔انسانوں کی دی ہوئی سزا قابل برداشت ہو سکتی ہے لیکن محتسب کائنات کی سزا اپنی ہئیت و کمیت میں کسی انسانی پیمانے کے ادراک سے باہر ہے۔اسی تیقن کا نتیجہ تھا کہ اسلامی معاشرہ تقوی کا مرقع بن گیا،کسی کی نظر میں نہ آنے والا مجرم بھی خود کو قانون کے حوالے کر دیتا تاکہ پاک کر دیا جائے۔یہ اصل محتسب کا خوف تھا کہ انسان اندر تک سے دھلتے چلے گئے اور انہیں یہ معرفت نصیب ہوئی کہ ہر وقت اور ہر حال میں ایک محتسب ان پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

أَلَا إِنَّ لِلهِ مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَ يَوْمَ يُرْجَعُوْنَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوْا وَاللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ٨

ترجمہ: یاد رکھو کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے۔ تم جس حالت پر بھی ہو، اللہ اسے خوب جانتا ہے، اور جس دن سب کو اس کے پاس لوٹایا جائے گا، اس دن وہ ان کو بتادے گا کہ انہوں نے کیا عمل کیا تھا، اور اللہ کو ہر بات کا پورا پورا علم ہے۔

نیز ارشاد ہے:

يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًالِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَه ۹

ترجمہ: اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر (واپس) لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھادیئے جائیں۔ پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔

۲۔ دوسرا اصول: احتساب سب کے لیے:

اسلامی نظر احتساب میں امیر، غریب، عالم، جاہل، گورے، کالے، حکمران، عوام سب برابر ہیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں ناپسندیدہ الفاظ کہے تو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں جاہلیت کی رمق باقی ہے ۱۰۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا کہ وہ پستہ قد ہیں تو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا احتساب کرتے ہوئے فرمایا اس بات کے اثر سے اگر تمھاری زبان سمندر میں ڈالی جائے تو سمندر کا ذائقہ بدل جائے ۱۱۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر احتساب سے کوئی نہ بچ پاتا تھا بلکہ جو جتنا قریب ہوتا وہ احتساب کی صافی سے اتنا ہی زیادہ مانجھا جاتا۔

۳۔ تیسرا اصول: یکساں احتساب:

بدر کے قیدیوں میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی موجود تھے، یکساں احتساب کے اصول کے مطابق ان سے بھی وہی سلوک روا رکھا گیا جو باقی اسیران کے ساتھ کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت یہ تھی کہ رات گئے نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی اور کبھی ادھر کروٹ اور کبھی ادھر کروٹ لیتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے استفسار پر فرمایا کہ چچا عباس کی آہیں سونے نہیں دیتیں، چناں چہ ان کی مشکیں ڈھیلی کر دی گئیں ۱۲، ابھی بھی رحمۃ اللعالمین پر نیند کی آغوش گراں تھی چناں چہ استفسار مکرر پر یوں گویا ہوئے کہ جب جرم سب کا برابر ہے تو صرف چچا عباس کی رسیاں ڈھیلی کیوں ہوں، سب اسیران کو آسودہ کر دو۔ چونکہ احتساب سب کے لیے برابر تھا تو سزا دی تو سب کی دی اور رعایت دی تو بھی سب کو۔ ۱۳

۴۔ چوتھا اصول: محتسب خود بھی قابل احتساب:

اسلامی نظام احتساب میں کوئی بھی احتساب کے عمل سے بالاتر نہیں ہے۔ جو جس مقام و منصب پر ہے اسکے احتساب کے لیے نظام کی گرفت موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر مبارک کے آخری حصہ میں ایک بار مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام سے فرمایا اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کوڑا مارا ہو تو میری پیٹھ حاضر ہے وہ بدلہ لے لے، کسی کی بے آبروئی کی ہو تو میری آبرو حاضر ہے وہ بدلہ لے لے ۱۴۔ یہ تاریخ عدل میں ایک اور روشن باب کا اضافہ تھا جس کی نظیر اس سے قبل دنیا نے کبھی نہ

دیکھی تھی۔ یہ نبی محترم کی ذات اقدس تھی جس کی احتسابی جہت نے خود نبی علیہ السلام کو قابل احتساب سمجھاجب کہ منصب نبوت اس بات سے کہیں بالاتر ہے کہ عام انسان اسکا احتساب کرتے پھریں۔ محتسب کائنات نے کسی کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ نبی کا احتساب کرے نبی ہر حال میں مطاع ہے تاہم اللہ تعالی نے اپنے ہاں سے ایک سے زائد مرتبہ نبی کا احتساب کیا جیسے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے بے رغبتی پر سورۃ عبس کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔۱۵اور شہد کو ممنوع قرار دینے پر سورہ تحریم کی آیات نازل ہوئیں۔۱۶تاہم اس احتساب میں بھی خالق کائنات نے اپنے محبوب کے مقام کا لحاظ ضرور رکھا ہے۔

۵۔پانچواں اصول: فوری، نتیجہ خیز، سبق آموزاور عبرت انگیز احتساب:

احتساب کا عمل محض سزا کے آموختہ کے لیے ہی نہیں ہوتا بلکہ اس سے مقصود قابل احتساب امور کے تکرار کو معاشرے میں کم سے کم درجہ تک لے جانا بھی ہے،اس کے لیے لازمی ہے کہ احتساب فوری، نتیجہ خیز، سبق آموزاور عبرت انگیز ہواوراس عمل کے دہرانے والے کو سوچتے ہی گزشتہ عامل کا انجام آنکھوں میں گھوم جائے۔شاید اسی لیے قرآن نے حکم دیا کہ مجرمین کو لوگوں کے سامنے سزا دی جائے۔۱۷

غزوہ احزاب میں بنو قریظہ کی عہد شکنی کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت پریشانی کا سامنا ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم احزاب سے واپسی پر ام سلیم کے ہاں ہتھیار اتار کر غسل فرمارہے تھے تو جبریل نے آکر عرض کی کہ آپ نے ہتھیار اتار دیے جب کہ ابھی فرشتوں نے تو اتارے ہی نہیں چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران غسل صحابہ کرام کو پیغام بھیجا کہ اتنی سرعت کے ساتھ بنی قریظہ کی طرف بڑھو کہ عصر وہیں پہنچ کرادا کرو۱۸۔

یہ احتساب اتنی فوری نوعیت کا تھا کہ دشمنوں کے مکہ پہنچنے سے قبل غداروں کے گریبان تک مسلمانوں کا ہاتھ پہنچ گیا۔اس فوری، نتیجہ خیز، سبق آموزاور عبرت انگیز احتساب کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ پھر ایک طویل عرصہ تک در غداری وعہد شکنی بند ہو گیا۔اس احتسابی عمل میں بنی قریظہ کے کئی لوگ قتل ہوئے اور کئی لوگوں کو قید کیا گیا۔قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا۔۱۹

ترجمہ:اور جن اہل کتاب نے ان (دشمنوں) کی مدد کی تھی،انہیں اللہ ان کے قلعوں سے نیچے اتار لایا اور ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ اے مسلمانو! ان میں سے کچھ کو تم قتل کر رہے تھے،اور کچھ کو قیدی بنا رہے تھے۔

۶۔چھٹا اصول: سرعام احتساب:

درس عبرت کا ابلاغ مقاصد احتساب میں سے ایک ہے۔چھپا کر سزا دینے سے جرم تو ضرور اپنے منطقی انجام کو پہنچ پائے گا لیکن معاشرہ اس نظام کے ثمرات سے محروم رہے گا،قرآن نے زنا کی سزا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۔ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۲۰۔

ترجمہ: زناکار عورت و مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمھیں ہر گز ترس نہ کھانا چاہیے،اگر تمھیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے۔

۷۔ ساتواں اصول: قانونی تقاضوں کی تکمیل:

کتاب وسنت میں عمل احتساب کے لیے قانونی تقاضوں کی تکمیل کو بہت ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ یہودیوں کے زانی جوڑے کے احتساب کے لیے خود انہی کی کتاب سے فیصلہ کیا گیا،۲۱ بنی قریظہ نے جس سے فیصلہ کرانے کے لیے کہا اسی سے فیصلہ کرایا گیا۲۲، ماعز اسلمی پر حد زنا جاری کرنے سے پہلے کئی مرتبہ اسے خود اور اسکے قبیلے والوں کو انتباہ کیا۲۳۔ جلد بازی، ناپختہ شہادت، ظن وگمان یا شک کی بنیاد پر کبھی احتساب کی اجازت نہیں دی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حدود کو حتی الوسع نافذ نہ کرو اور اگر شبہ پیدا ہو جائے تو بھی حدود کو رد کر دو۲۴۔ حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارکہ تھا کہ اگر کوئی مجرم اقرار جرم کرتا تو تو اس سے کئی سوالات کرتے تاکہ اطمینان ہو جائے کہ اسکا اقرار کسی دباؤ، خوف یا بیماری کا نتیجہ نہ ہو اور بعض اوقات تو ایک سے زائد نشستوں میں اقرار کرواتے تھے اور مہلت دیتے تھے لیکن قانونی تقاضوں کی تکمیل کے بعد احتساب ہی نہیں انصاف سے بھی گریز نہ کرنا اسلامی تعلیمات کا خاصہ ہے۔

اسلامی نظام احتساب کی اقسام

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ایک کا اس کے عمل کی کیفیت کے اعتبار سے احتساب کیا جائے۔ ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہنکانا عقل مندی نہیں ہے۔ انفرادی احتساب کی نوعیت الگ ہو گی جب کہ کسی ادارے کا احتساب مختلف طریقے سے ہو گا۔ ایک آدمی اگر ذاتی اعتبار سے کوئی جرم کرتا ہے تو اس کا احتساب بھی ذاتی نوعیت کا ہو گا اور جب کوئی آدمی کسی ادارے کی نمائندگی میں کوئی کوتاہی کرتا ہے تو اس کا احتساب بھی ادارہ جاتی احتساب کی نوعیت کا ہو گا۔ اس اعتبار سے احتساب کی مختلف اقسام ہیں:

۱۔ پہلی قسم: ذاتی احتساب (خود احتسابی)

ذاتی احتساب ایسا اسلامی حکم ہے جس کی مثال کسی نظام عدل و احتساب میں نہیں ملتی۔ اسلام نے تقویٰ کی تلقین سے ہر مسلمان میں خود احتسابی کی روح پھونک دی، قرآن کا کائی درس تقویٰ سے خالی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے ان میں ایک یہ ہے کہ کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈروں''۲۵، مزید یہ کہ ''جس کا آج اس کے گذشتہ کل سے بہتر نہیں وہ تباہ ہو گیا اور یہ فرمایا کہ جس نے اپنے نفس کو ڈھیل دی اور خدا کی رحمتوں سے امیدیں باندھیں وہ تباہ ہوا''۲۶ اور خدا کے خوف سے چھلک جانے والوں کو کتنی کتنی بشارتیں سنائیں۔ اسلام نے تعمیر کردار میں خود احتسابی کو اس قدر دخیل کیا ہے کہ یہ عمل اپنی معراج کو پہنچا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ روتے ہوئے گھر سے نکلتے ہیں کہ حنظلہ منافق ہو گیا، حنظلہ منافق ہو گیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہو لیتے ہیں، دونوں حضرات خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہو کر عرض کرتے ہیں کہ جو کیفیت دربار نبوت میں ہوتی ہے کاروبار دنیا میں باقی نہیں رہتی، ارشاد ہوتا ہے اگر ایسا ہو جائے تو فرشتے سر راہ اور بستروں میں سوتے ہوئے تم سے مصافحہ کریں۲۷۔ رات کے اندھیروں میں گناہوں سے بچنا، نالہ نیم شبی اور کسر نفسی کے شعار دراصل خود احتسابی کی ہی شاخیں ہیں۔

۲۔ دوسری قسم: انفرادی احتساب:

احتساب کی اس قسم میں ہر ہر فرد کا الگ سے احتساب کیا جاتا ہے۔ عشاء کی نماز میں طویل قرات کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل سے کہا کیا تو فتنہ جو ہے؟۲۸، ایک مسلمان کو تین مرتبہ نماز لوٹانے کا کہا پھر سمجھایا کہ آہستہ

آہستہ پڑھا کرو۲۹ اور رشوت، ملاوٹ، جھوٹ اور نکاح نہ کرنے والوں کے لیے سخت محاسبی اقوال زبان زد عام و خاص ہیں۔

۳۔ تیسری قسم: اجتماعی احتساب:

قرآن نے ان لوگوں کا اجتماعی احتساب کیا ہے جو غزوہ احد کے موقع پر دَرّہ چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنے چل پڑے تھے، ۳۰ جنگ حنین کے موقع پر کثرت تعداد کے باعث پیدا ہو جانے والے جذبات کا اجتماعی احتساب تا قیامت تلاوت کیا جاتا رہے گا۔۳۱ سریہ نخلہ رجب ۲ھ میں حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے دستہ نے ماہ حرام میں قریش کے ایک قافلے پر حملہ کر دیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی باز پرس کی اور فرمایا میں نے حرام مہینے میں جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور سامان قافلہ اور قیدیوں کے سلسلے میں کسی بھی تصرف سے ہاتھ روک لیا۳۲، اسی طرح جب جنگ بدر سے قبل انصار و مہاجرین باہم مقابل آگئے اور ان کے درمیان تلواریں نکلنے کی نوبت آگئی تو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کا اجتماعی احتساب فرمایا اور کیا ہی سخت لہجے میں احتساب فرمایا۔

۴۔ چوتھی قسم: اداروں کا احتساب:

اسلام کے ابتدائی دور کے کردار اگرچہ ذاتی نوعیت کے ہی تھے لیکن تاریخ میں ان کی تکرار نے انہیں اداروں کی شکل عطا کر دی ہے، ابو جہل ایک فرد نہیں گویا ایک ادارہ تھا جس کا کردار آج بھی زندہ ہے، عبداللہ بن ابی ایک کردار نہیں ایک ادارہ تھا جس کا کردار ہنوز زندہ ہے اسی طرح ایک ایک صحابی اپنی ذات میں ایک ادارے کی حیثیت رکھتا ہے۔اسلام کے نظام عدل نے ان اداروں کو بھی احتساب کی بھٹی سے گزارا کچھ کندن بنے اور کچھ کے شرمناک تاریخی کردار خالق و مخلوق کی لعنت کے مستحق ٹھہرے۔امہات المومنین امت کا مقدس ترین ادارہ ہے، قرآن نے اس ادارے کا احتساب کرتے ہوئے کہا کہ زمانہ جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۳۳ اور دنیا کی زیب و زینت چاہیے تو کچھ لے کر نبی سے الگ ہو جاؤ۳۴۔انصار مدینہ جیسے ادارے کی طرف سے جب غزوہ حنین کے بعد یہ بات کہی گئی کہ مشکل میں تو ہم یاد آئے اور انعامات کی بارش دوسروں پر ہے تو ان کا احتساب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم نہیں چاہتے کہ لوگ تو اونٹ اور گھوڑے لے جائیں اور تم اللہ تعالیٰ کے نبی کو اپنے ساتھ لے جاؤ۳۵۔

نتیجہ و خلاصہ بحث:

احتساب ایک فطری عمل ہے۔اسلام جو کہ ایک دین فطرت ہے اس نے بھی احتساب کی صرف حوصلہ افزائی ہی نہیں کی بلکہ اس کے اصول و ضوابط بھی فراہم کیے ہیں۔احتساب ریاست کے لیے ایک اہم اور بااختیار شعبہ ہے۔قرآن و حدیث نے امور عامہ کو درست روش اختیار کرنے اور عدل وانصاف کے قیام میں مؤثر کردار ادا کرنے کی تلقین کی ہے جس کے لیے احتساب ایک مؤثر ذریعہ ہے۔تاریخ اسلام میں اگر نظر دوڑائی جائے تو عہد رسالت سے لے کر دور حاضر تک احتساب کا عمل جاری رہا اور اس امر کی بھرپور کوشش کی جاتی رہی کہ یہ عمل بے لاگ اور اصول و ضوابط کے تحت درست خطوط پر استوار ہو۔ذاتی پسند و ناپسند، عصبیت، رشوت اور دھونس دھاندلی کا باب بند کیا جائے اور اس کے لیے مؤثر اقدامات بھی کیے جاتے رہے۔ایک فلاحی ریاست کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات سے حاصل ہونے والے احتساب کے اصول و ضوابط کو جملہ اقسام کے ساتھ نافذ کرے اور ریاست کو ہر قسم کی خیانت سے پاک کرے اور عدل وانصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے اپنی گراں قدر تاریخ کو سامنے رکھے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] سورۃ النساء: ۶/۴

[2] ایضاً: ۸۶/۴

[3] ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی المصری، لسان العرب، دار صادر، بیروت، باب الباء - ح - س - ب، الجزء الاول، صفحہ: ۳۱۰

[4] بخاری، ح ۱۹۰۱، ۲۶/۳

[5] سورۃ الطلاق: ۳/۶۵

[6] الماوردی، ابی الحسن علی بن محمد بن حبیب البصری، الاحکام السلطانیۃ، تحقیق: احمد جاد، دار الحدیث، القاہرہ، ط 2006، ص ۳۴۹

[7] تھانوی، محمد اعلی تھانوی، کشاف اصطلاحات الفنون، مکتبۃ لبنان، بیروت، ط ۱۹۹۶ء، ص ۱۰۸

[8] سورۃ النور: ۶۴/۲۴

[9] سورۃ الزلزال: 99/6-7-8

[10] بخاری، کتاب الایمان، باب المعاصی من امر الجاہلیۃ، ح ۳۰، ۱۵/۱

[11] السجستانی، ابو داود سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، دار الکتاب العربی، ح ۴۸۷۷، ۴۲۰/۴

[12] Jaffar, Saad, Zeenat Haroon, and Asia Mukhtar. "احتساب اور احتساب بیورو کا تصور سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں اجمالی جائزہ: An overview of the concept of Accountability and Accountability Bureau in the context of Sira-un-Nabi ﷺ." *Journal of World Researches* 1, no. 1 (2021): 9-21.

[13] ابن حجر، الحافظ شہاب الدین ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۷۹ھ، ۳۲۲/۷

[14] مبارک پوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، مکتبہ سلفیہ، لاہور ۱۹۹۹ء، ص ۶۲۵

[15] سورۃ عبس آیات ۱-۴

[۱۶]سورۃ تحریم آیات ۲۲

[۱۷]۔سورہ نور آیت ۲

[۱۸]ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، سیرت ابن کثیر ، تحقیق: مصطفیٰ عبد الواحد، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۹۷۶م، ۲۲۵/۳

[۱۹]سورۃ الاحزاب: ۲۶/۳۳

[۲۰]سورۃ النور: ۲/۲۴

[۲۱]امام مالک بن انس، المؤطا، تحقیق: محمد مصطفیٰ الاعظمی، مؤسسۃ زاید بن سلطان آل نھیان، ط۱۴۲۵ھ، ح۳۰۳۵، ۱۱۹۵/۵

[۲۲]مسلم، ابو الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، دار الجیل، بیروت، ح۴۶۹۵، ۱۶۰/۵

[۲۳]ایضاً: ح۴۵۲۷، ۱۱۹/۵

[۲۴]ترمذی، محمد بن عیسی الترمذی، الجامع السنن الترمذی، تحقیق: احمد محمد شاکر وآخرون، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ح۲۲۴۴، ۳۳/۴

[۲۵]ابن الاثیر، مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد الجزری م ۶۰۶ھ، جامع الاصول فی احادیث الرسول، تحقیق: عبد القادر الرنؤوط، مکتبۃ الحلوانی، ح۹۳۱۷، ۶۸۷/۱۱

[۲۶] سنن ترمذی، ح۲۴۵۹، ۶۳۸/۴

[۲۷]صحیح مسلم، ح۱۴۲۷، ۹۴/۸

[۲۸]بخاری، ح۷۰۵، ۱۴۲/۱

[۲۹]ایضاً، ح۶۲۵۱، ۵۶/۸

[۳۰]سورۃ آل عمران: ۱۵۲/۲

[۳۱]سورۃ التوبۃ: ۲۵/۹

[۳۲]ابن ہشام، ابو محمد جمال الدین عبدالملک ابن ہشام بن ایوب الحمیری المعافری م ۲۱۳ھ، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، تحقیق: مصطفیٰ السقا و اٰخرون، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی، مصر، ط الثانیۃ ۱۹۵۵م، ۶۰۳/۱

[۳۳]سورۃ احزاب: ۳۳/۳۳

[۳۴]ایضاً: ۲۸/۳۳

[۳۵]بخاری، ح۴۳۳۱، ۱۵۸/۵